

بعثت مجددیؑ

اور ہلاکت قیصر و کسریٰ

غلام مصطفیٰ قاسمی

هو الذی ارسل رسوله بالهدی و دین الحق لیظهره علی الدین کلہ ولو کره
المشرون۔

(اللہ وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا
تاکہ وہ غالب کرے اس کو تمام ادیان پر اگرچہ مشرک اس سے ناخوش
ہوں)

نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ و صحبہ وسلم کے زمانہ بعثت کو اگر
تاریخی نقطہ نظر سے دیکھا جائے تو ہمیں نظر آتا ہے کہ دنیا کے سہذ
ممالک دو سلاطین کے زیر نگیں تھے۔ ایک کسریٰ، شہنشاہ ایران، دوم قیصر،
شہنشاہ روم۔ روم، روس، فرنگ، جرمنی، افریقہ، شام، مصر اور بعض دوسرے
افریقی ممالک قیصر روم کے ماتحت تھے اور ان کا سرکاری مذہب نصرانیت تھا۔
عراق، یمن، خراسان اور ان سے متصل ملک کسریٰ کے زیر اقتدار تھے۔ بخارا
سمرقند، تاشقند اور برصغیر پاک و ہند کے بعض حکمران بھی کسریٰ کے باج
گزار تھے، ہر سال ان ممالک سے لگان کا ایک مقررہ حصہ کسریٰ کے نام سے
وصول کیا جاتا تھا اور یہ ممالک کسریٰ کی پیروی میں مجبوسی تھے۔ کسریٰ
اور قیصر دونوں کا نظام سرمایہ دارانہ تھا، ان دونوں فرمانرواؤں کو شکست
دے کر ان کے ممالک پر قبضہ کرنا روئے زمین پر قبضہ کرنے کے مترادف
تھا۔

شاہ ولی اللہ دہلوی اہل فارس اور اہل روما کی عیاشانہ زندگی پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں :-

”تاریخ شاہد ہے کہ اہل روما اور اہل فارس میں ایک لمبی مدت تک حکومت رہی۔ انہوں نے اپنے دور کے حالات کے مطابق تمدن کے لوازم اور رفاہیت و آرام پرستی اور عیاشانہ زندگی میں غیر معمولی ترقی کی۔ آخرت کی یاد کو پس پشت ڈال کر اپنی دنیوی زندگی کو عیاشی کے ساتھ بسر کرنا اپنا نصب العین قرار دیا اور شیطان نے ان پر اپنا پورا تسلط جما لیا۔ اطراف عالم سے موجد اور مخترع کھنچ کر وہاں چلے آئے اور زندگی کی لذتوں کے متعلق کئی ایک نئی چیزیں اور نئے طریقے دریافت کئے۔ تمام امراء اور سرمایہ دار عیش پرستی میں منہمک تھے اور اس بارے میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے میں کوشاں رہتے تھے۔ ان کے متعلق یہاں تک مشہور ہے کہ ان عیش پرست اور خود پسند امراء میں جس کا کمر بند ایک ہزار روپے سے کم کا ہوتا تھا اسے حقارت کی نظر سے دیکھا جاتا تھا۔ ہر سرمایہ دار اور اسیر کبیر کی یہ کوشش ہوتی تھی کہ اس کے پاس ایک شاندار محل ہو، جس کے صحن کے سامنے باغ ہو، حمام وغیرہ جیسے لوازم اس میں موجود ہوں، اس کے دسترخوان پر الوان نعمت چنے جائیں اور اس کی زرق برق پوشاک سب لوگوں میں نمایاں ہو، نیز اس کے پاس عمدہ نسل کے گھوڑوں اور راحت بخشی گاڑیوں کی کمی نہ ہو اور خدمت کے لئے لونڈیاں اور کمر بستہ غلام حاضر باش رہا کریں،“-(۱)

عیش پرستی کا یہ طریقہ ان کے رگ و پے میں سرایت کر چکا تھا، جس کی وجہ سے معاشرہ میں ایک لا علاج روگ پیدا ہو گیا۔ ان کی عیاشانہ زندگی کا سارا بوجھ کسانوں اور مزدوروں پر پڑتا تھا، ان سے گدھوں کی طرح کام لیا

جاتا تھا، لوٹ کھسوٹ کی اس گرم بازاری میں عوام کی حالت حیوانوں سے بھی بدتر ہو گئی تھی۔

کلیلہ دسنہ کے مؤلف حکیم برزویہ نے رسول اکرمؐ کی بعثت کے وقت فارس کی حالت کا نقشہ ان الفاظ میں کھینچا ہے :

”ایسا معلوم ہوتا ہے کہ لوگوں نے صداقت سے ہاتھ اٹھا لیا ہے۔ جو چیز مفید ہے وہ موجود نہیں ہے اور جو موجود ہے وہ مضر ہے۔ جو چیز اچھی ہے وہ مرجھائی ہوئی ہے اور جو بری ہے وہ سرسبز ہے۔ دروغ کو فروغ ہے اور نیکی بے رونق ہے۔ علم ہستی کے درجہ میں ہے اور بے عقلی کا درجہ بلند ہے۔ بدی کا بول بالا ہے اور شرافت نفس پامال ہے۔ محبت متروک ہے اور نفرت مقبول ہے۔ فیض و کرم کا دروازہ نیکوں پر بند اور شریروں پر کھلا ہے۔ مظلوم اپنی ذلت پر قانع ہے اور ظالم کو اپنے ظلم پر فخر ہے۔ حرص اپنا منہ کھولے ہوئے ہے اور دور و نزدیک کی ہر چیز کو نگل رہی ہے، کم و بیش یہی حالت روم کی تھی۔ خلاصہ یہ کہ جب یہ مرض اپنی انتہائی شدت کو پہنچ گیا تو اللہ تعالیٰ ان پر سخت ناراض ہوا اور شہنشاہیت، عیاشی اور سرمایہ داری کے اس مرض کی بیخ کنی کے لئے اس نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا۔ آپؐ نے مبعوث ہوتے ہی کسری اور قیصر دونوں شہنشاہوں کی ہلاکت اور ان کے نظام کی بربادی کی خوشخبری سنائی۔

اخرج مسلم عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم - هلك كسرى ثم لا يكون كسرى بعده و قیصر لیهلکن ثم لا یكون قیصر بعده و لقسمن کنوزهما فی سبیل اللہ -

یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ (میرے آنے کے بعد)

کسریٰ برباد ہو گیا اس کے بعد کسریٰ نہ ہوگا اور قیصر بھی ختم ہو جائے گا اس کے بعد قیصر نہ ہوگا اور ان دونوں شہنشاہوں کے خزانوں کو اللہ کی راہ میں (عوام کے اندر) بانٹا جائے گا۔

صحیح مسلم کی ایک دوسری روایت ہے :

عن جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم يقول : لتفتحن عصابة من المسلمين او من المؤمنين كنز آل كسرى الذی فی الا بیض ۔

یعنی حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ کہتے ہوئے سنا کہ مسلمانوں کی ایک جماعت فارس کے آل کسریٰ کے خزانے کو فتح کرے گی۔

شاہ ولی اللہ نے اپنی شاہکار تالیف ازالۃ الخفاء عن خلافة الخلفاء میں قرآن حکیم کی آیت : هو الذی ارسل رسوله بالهدی و دین الحق لیظهرہ علی الدین کلہ ولو کرہ المشرکون . کی تفسیر کے تحت خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عالمی بعثت کا مقصد ان دونوں شہنشاہوں کی بربادی اور ان کے ادیان پر دین اسلام کا غلبہ بتایا ہے :-

”لا جرم داعیہ ظہور دین حق و قصد انتقام از کفرہ فخرہ برہم زدن دولت کسریٰ و قیصر را آشیانہ خود گردانید تا چون این ہر دو دولت برہم خورد اعظم ادیان موجودہ و اشہر آنها برہم خوردہ باشد . و چون سطوت اسلام بجائی سطوت این دو ملت بنشیند سایر ادیان خود بخود پایمال شوکت اسلام شوند مانند پایمال بودن آنها باین دو ملت بود استقرار ملت حقہ در قطر حجاز کہ نہ در تصرف کسریٰ بود و نہ در تصرف قیصر — ہر دو ازاں غافل بودند،“ (۲)

شاہ صاحب رحمہ نے اس انقلاب کو بعثت رسول اکرم ص اور نزول قرآن

کا مقصد قرار دینے کے بعد معاشی ناانصافی اور عدم مساوات کی برائیوں کو بھی کھول کر بیان کیا ہے، فرماتے ہیں :-

”جس سوسائٹی میں اقتصادی توازن نہ ہو اس میں طرح طرح کے روک پیدا ہو جاتے ہیں۔ نہ وہاں عدل و انصاف قائم ہو سکتا ہے اور نہ مذہب اپنا اچھا اثر ڈال سکتا ہے۔ شاہ صاحب رحمہ اللہ یہ بھی مانتے ہیں کہ جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں قیصر و کسریٰ نے متمدن دنیا کو مصیبت میں مبتلا کر رکھا تھا اور مشیت الہی نے اس فاسد نظام کو ختم کرنا چاہا تھا، اسی طرح ان کے زمانے میں بھی معاشرہ ان اجتماعی بیماریوں سے کھوکھلا ہو چکا تھا اور اس کا مٹنا بھی یقینی نظر آ رہا تھا“ (۳)

حضور اہل رحمہ کی بعثت کے زمانے میں مکہ مکرمہ کی سوسائٹی تین حصوں میں منقسم ہو گئی تھی۔ یہ اگرچہ آج کی اصطلاح کے موافق تین سیاسی پارٹیاں نہیں مگر تین سیاسی افکار کا مواد ان کے ہاں موجود تھا۔ ایک جماعت کو قرآن حکیم مشرکین کے نام سے یاد کرتا ہے۔ اس کا طبعی رجحان کسریٰ کی طرف تھا کیونکہ ان کے مذہبی خیالات میں قرب پایا جاتا تھا۔ اب اگر ان میں کوئی سیاسی خیال تھا اور ضرور تھا تو وہ کسریٰ کی ترقی کے ساتھ اپنی ترقی کو وابستہ سمجھتے تھے۔ ابوجہل ان کا لیڈر تھا۔ اسی لئے اس کو ”فرعون ہذہ الامۃ“ کہا گیا ہے۔ دوسری جماعت ان لوگوں کی تھی جو اپنے آبائی دین سے منہ پھیر کر نصاریٰ ہو گئے تھے۔ ان کو متنصر کہا جاتا تھا۔ ورقہ بن نوفل جس کا صحیح بخاری میں ذکر ہے اسی جماعت سے تعلق رکھتا تھا۔ یہ لوگ طبعی طور پر شہنشاہ روم قیصر کی طرف متوجہ تھے اور اس کے توسط سے اپنی ترقی کے خواہاں تھے۔ ان دو کے علاوہ تیسری جماعت جو اگرچہ چھوٹی تھی وہ حنفاء فریش کی تھی جو حضرت ابراہیم علیہ

السلام کے مسلک اور حنیفی ملت کو زندہ کرنا چاہتی تھی مگر ان کے پاس اس کے لئے کوئی واضح پروگرام نہ تھا۔ اس کا مرکز جناب عبدالطلب کا گھر تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قبل نبوت اس جماعت کے ایک رکن تھے۔ وحی کے بعد آپؐ اس جماعت کے رہبر بنے۔ یہ جماعت چاہتی تھی کہ دین حنیف صحیح صورت میں مل جائے تو اس کو لے کر وہ کسری اور قیصر دونوں کو شکست دے کر دین حنیف کے ذریعہ عوام کو شہنشاہوں کی غلامی اور ظلم سے نجات دلائیں۔ یہی وجہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سبعوث ہونے ہی کسریٰ اور قیصر جیسے شہنشاہوں کی بربادی کی خبر دی۔ سنن ترمذی کی ایک روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قوم سے فرمایا کہ تم ایک بات مان لو تو ”یؤدی الیکم العجم الجزیة“، یعنی کسریٰ اور قیصر کے ممالک تمہارے فرمانبردار بن جائیں گے۔ یہ سن کر ابوجہل نے کہا کہ ایسی دس باتیں مان لیں گے بتاؤ وہ کیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا: لا الہ الا اللہ کو مان لو (یہ حنیفی دین کا عنوان ہے) یعنی کسریٰ اور قیصر سے تعلق توڑ دو اور اپنے آباء و اجداد حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام سے اپنا تعلق جوڑ دو۔ مگر مخالف تو شرک اور بت پرستی میں اتنے سخت اور شدید تھے کہ کہنے لگے اجعل الالہة الہا واحدا۔

یعنی نبی کریم مختلف حاکموں اور بادشاہوں کی جگہ ایک حاکم اور بادشاہ بناتے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم، ان کو شکست دے کر قرآن کا حکم جاری کرنا چاہتے ہیں۔ قرآن عظیم کی دو سورتیں: عنکبوت اور الروم فارس اور روم کے لئے نازل ہوئی ہیں تاکہ آنحضرتؐ کے اولین پیروکار بعثت محمدی کے مقصد کو سامنے رکھیں اور اسی کے لئے کام کرتے رہیں، آنحضرتؐ بھی ہمیشہ اس مقصد کو سامنے رکھتے تھے۔

غزوہ احزاب، جسے غزوہ خندق بھی کہا جاتا ہے، میں جب ایک

چٹان خندق کھودنے میں حائل ہوگئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود بنفس نفیس اس کو توڑنے کے لئے خندق میں داخل ہوئے۔ یہ وہ نازک دور تھا کہ عرب کے مختلف قبائل مل کر مدینہ پر حملہ آور ہوئے تھے اور کئی روز سے شہر کو محاصرہ میں لے رکھا تھا۔ یہودیوں نے بد عہدی سے کام لے کر ان قبائل کا ساتھ دیا تھا۔ کچھ منافقین یہ کہہ رہے تھے کہ مسلمان شہنشاہوں کے مقابلے کی باتیں کر رہے ہیں اور یہاں مدینہ میں یہ حالت ہے کہ کوئی مسلمان شہر سے باہر نہیں جا سکتا۔ مگر حضور اکرمؐ کے عزم مبارک کو دیکھتے کہ آپؐ نے جب پتھر پر پھاؤڑا مارا اور اس سے آگ کی چنگاری نکلی اور پتھر پھٹ کر ریزہ ریزہ ہو گیا تو آپؐ نے فرمایا کہ میں نے اس آگ کی روشنی میں بصری کے محل کو دیکھا۔ بصری قیصر روم کا ایک مرکزی شہر تھا اور شام میں واقع تھا۔ اس سے مخالفوں کو یہ بتانا مقصود تھا کہ یہ کیا ہم تو روم کے شہنشاہ قیصر کو بھی شکست دیں گے اور ان کی مملکت پر مسلمانوں کا قبضہ ہوگا۔ آپؐ نے اس کے لئے مہاجرین اور انصار کی جماعت بنائی، ان کی تربیت کی اور قرآن مجید کی انقلابی تعلیم سے انہیں آراستہ کیا اور اپنی حیات طیبہ میں عرب کو شرک اور بت پرستی سے آزاد کیا۔ اور آپؐ کی وفات کے بعد آپؐ کے ساتھی آپؐ کا پیغام لے کر آگے بڑھے اور بعثت سے لے کر ۱۷ سال کی قلیل مدت میں کسریٰ اور قیصر دونوں شہنشاہوں کے مرکز اسلام کے قبضہ میں آگئے۔ قرآن مجید کے شروع میں ”الم“ کے حروف تہجی کے اعداد سے اسی قبضہ کی طرف اشارہ موجود ہے اور اس کا عدد ۱۷ بنتا ہے۔ اور یہ اکتہر سال بعثت کے سال سے اگر شمار کئے جائیں تو بالکل اس کے آخر میں ان دونوں مملکتوں پر مسلمانوں کا کلیہ قبضہ ہو جاتا ہے۔ ذلک الكتاب۔ کتاب تو اس کو کہنا چاہئے کہ جب اس کو لے کر ایک بے سروہا جماعت اٹھی تو ۱۷ سال کے معمولی عرصہ میں ہرالی

ظالم حکومتوں کا تختہ الٹ کر رکھ دیا۔ اس مقصد کی تائید قرآن حکیم کی اس آیت سے بھی ہوتی ہے: ما کان ابراہیم یہودیا ولا نصرانیا ولكن کان حنیفا مسلما وما کان من المشرکین۔ قرآن حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اتباع کی دعوت تو دیتا ہے، لیکن اس کی تعریف یہ ہوتی ہے کہ وہ یہودی اور نصرانی نہ تھے اور نہ مشرکوں میں سے تھے بلکہ وہ حنیف اور فرمانبردار مسلم تھے۔ مطلب یہ کہ ابراہیمیت کسریٰ اور قیصر کی طرفداری سے نہیں آسکتی، اس کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ و صحبہ وسلم کا اتباع ضروری ہے۔

- ۱۔ حجة الله البالغة، ج ۱، ص ۹۴، طبع الغیر بمصر ۱۳۲۳ھ
- ۲۔ ازالة الخلفاء فارسی۔ چاپ مطبع صدیقی ص ۴۶
- ۳۔ شاه ولی الله کی سیاسی تحریک۔ عبید اللہ سندھی۔ صفحہ ۲۸۔ مطبوعہ سندھ ساگر اکیڈمی۔ لاہور

